COMMUNITY WELFARE ASSOCIATION KUWAIT

Contact No: 00965 9850 5844

Email: arshadnaeemch@gmail.com

Info.cwak@gmail.com

تاریخ:2021/7/14

محترم جناب ڈاکٹر محمد عارف علوی صاحب

سپریم کمانڈر و صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

پاکستان کے موجودہ حالات کے ذمہ دار کون؟

سیاستدان، ججز، جنرلز یا اہل علم و قلم؟

پاکستان کے موجودہ حالات دن بدن کیوں خراب ہوتے جارہے ہیں؟ ملک کس طرف جارہا ہے؟ اور اس کے ذمہ دار کون ہیں؟

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! یہ ہیں وہ سوالات جن پر آپ کی توجہ درکار ہے۔ گزشتہ 70 سال سے رشوت خوری، جرائم، بددیانتی، ناانصافی، بداعتمادی، اداروں کی بدحالی اور خود غرضی جیسی تمام لعنتوں کو بڑھتے ہوئے دیکھا ہے علم وتربیت کا فقدان اور اعلیٰ عہدوں پر براجمان ہوتے ہوئے نااہل لوگوں کو دیکھا ہے حتیٰ کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے پاکستان کو مسائل اور مصائب کی آماجگاہ جان بوجھ کر بنادیا گیا ہو جو لمحہ فکریہ ہے ملک کے مقتدرہ بڑے اداروں کے سربراہوں (صدر مملکت، چیف آف آرمی سٹاف، چیف جسٹس آف پاکستان) کے لئے اور ان کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آخر اس کا ذمہ دار کون ہے اور ان کو کون درست کرے گا؟ اب وقت آچکا ہے کہ ان مسائل کا حل نکالا جائے کیونکہ پاکستان اب مزید تاخیر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

میری نظر میں اس مسئلے کا حل کچھ اس طرح سے ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔ کسی بھی قوم کی تربیت کرنے میں چار ادارے بڑا ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں جو قومی سوچ سے لاپرواہی کی وجہ سے اب تنزلی کا شکار ہو چکے ہیں اور وہ چار ادارے مندرجہ ذیل ہیں!

1- **گھر:** جو کسی بھی قوم کی تربیت کا سب سے پہلا ادارہ ہوتا ہے جس میں والدین حلال کی کمائی سے اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کرتے ہیں جس کو اب حرام کی کمائی نے تباہ و برباد کردیا ہے۔ لمحہ فکریہ؟

2- **مسجد:** مسجد مسلم قوم کی تربیت کی دوسری بڑی درسگاہ ہوتی ہے جس کے اعلیٰ نظام کو کچھ نام نہاد مولویوں نے اپنے مفادات کی خاطر اور ملک دشمن عناصر کے ایجنڈے کو تقویت دینے کی خاطر فرقہ پرستی کو دن بدن ہوا دے کر تباہ و برباد کردیا ہے۔ لمحہ فکریہ؟

3- **تعلیمی ادارے:** ہمارے حکومتی اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں رائج مختلف طبقاتی و نصابی نظام اور بنیادی ذریعہ تعلیم، اعلیٰ تعلیم کے لئے مختص فنڈز میں کرپشن، لوٹ کھسوٹ اور پیسے کی ہوس نے انتظامیہ و اساتذہ کو اپنا اصل کام اور مقام ہی بھلا دیا ہے جس کی وجہ سے ملک میں تعلیمی ڈگریاں تو عام ہو گئی ہیں لیکن علم وتربیت کا گراف شرمناک حد تک گر چکا ہے۔ بدقسمتی سے ہماری ایک بھی یونیورسٹی کا نام دنیا کی 500 بہترین یونیورسٹیوں میں شامل نہیں ہے۔ لمحہ فکریہ؟

4- **میڈیا:** میڈیا جو کہ اس دور میں قوموں کی تعمیر کا اہم ستون سمجھا جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں اس اہم ادارے میں جب سے علم و شعور والوں کی جگہ نااہل ڈگری زدہ داخل ہوئے ہیں تب سے اس اہم ترین ستون کی اہمیت ہی ختم ہو چکی ہے اور اس اہم ادارے کو بھی قوم کی تعمیر کی بجائے کرپشن اور بلیک میلنگ کا ایک بڑا ادارہ سمجھا جانے لگا ہے کیونکہ اس اہم ترین ستون کیلئے ملک میں کوئی باقاعدہ انسٹیٹیوٹ ہی نہیں ہے جسکی وجہ سے پچھلی کچھ دہائیوں سے ہمارے مفاد پرست سیاستدانوں نے اپنے مفادات کی خاطر اس اہم ترین ستون کو بلیک میلنگ کیلئے خوب استعمال کیا ہے اور اس طرح یہ اہم ترین ادارہ کرپشن کی دلدل میں اتنا آگے نکل گیا ہے کہ قوم کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کی بجائے اپنے مفادات کی خاطر ملک میں سیاسی و مذہبی منافرت پھیلانے، اور حکومتیں بنانے اور گرانے میں اپنا کردار ادا کرنے لگ گیا ہے۔ اس ادارے کی تنزلی کا سہرا کرپشن زدہ حکمرانوں خاص طور شریف فیملی، بھٹو اور زرداری فیملی کے سر باندھ دیا جائے تو بھی غلط نہیں ہوگا۔ لمحہ فکریہ؟

نیوٹرل کون ہوتے ہیں؟ ان کے علاوہ میری نظر میں پاکستان کے مسائل کے ذمہ داروں میں کچھ نام نہاد علمائے دین، سیاستدان، ججز اور جرنیلز اور وہ عام لوگ بھی شامل ہیں۔ جن میں اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور عجیب بات تو یہ بھی ہے کہ جن اداروں کو سیاست سے پاک ہونا چاہیے تھا بد قسمتی سے انہیں بھی سیاست کی آماجگاہ بنا دیا گیا ہے۔ اور اوپر سے اکثر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم تو نیوٹرل ہیں۔ میں ان تمام نیوٹرلز سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ **آخر نیوٹرل کا مطلب کیا ہے؟ نیوٹرل کون ہوتے ہیں؟** میری نظر میں تو نیوٹرل وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی اپنی کوئی رائے نہیں ہوتی یا پھر وہ لوگ جن کو ووٹ دینے کا حق نہ ہو اور یا وہ لوگ جن کی شہریت/ جنس مشکوک ہو اب فیصلہ آپ خود کر لیں کہ یہ ابھی بھی نیوٹرل ہیں؟ یا کوئی اپنی رائے رکھتے ہیں؟

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب! پاکستان کو بنانے والے بھی سیاستدان ہی تھے جن کی تربیت ایک عظیم اور دانشور لیڈر قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے کی تھی جنھیں قیام پاکستان کے بعد کوئی سیاسی انسٹیٹیوٹ بنانے کا موقع ہی نہ مل سکا اور وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ جس چیز کا دشمن نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور مسند اقتدار پر ایسے لوگوں کو لا کر بٹھا دیا گیا جو اس کے اہل ہی نہیں تھے جس کا خمیازہ آج پاکستان کی چوبیس کروڑ عوام اور خود پاکستان بھگت رہا ہے اور تب تک بھگتے گا جب تک ہم سب سیاست سے الگ تھلگ اور نیوٹرل رہیں گے۔ ملک کی اخلاقی و معاشی گراوٹ میں بڑا حصہ ہمارے فرسودہ عدالتی نظام کا بھی ہے جہاں طاقتور کے لئے انصاف کے تقاضے اور ہیں اور عام آدمی کے لئے اور۔ ہماری عدالتوں میں لگنے والی انصاف کی بولیوں میں کالے لباس میں چھپے دلال نما وکیلوں کے ساتھ ساتھ کالے کوٹ اور کالے کرتوتوں والے بہت سے ججز بھی شامل ہیں۔

ملک میں رونما ہونے والے ہر واقعہ کو دشمن کی سازش کا نام دے کر آخر کب تک ہم اپنی نااہلیوں کو چھپائیں گے، سازشیں تو قیامِ پاکستان کے وقت سے ہی شروع ہو گئی تھیں۔ اور شاید اس وقت تک ہوتی رہیں گی جب تک مخلص اور محب وطن پاکستانی ملکی سیاست میں بھرپور حصہ نہیں لیں گے اور اپنے قائد بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی صحیح اور سچی سیاست و قیادت کے اصولوں کو نہیں اپنائیں گے کامیابی ممکن نہیں اور یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ اس بین الاقوامی سازش کو عملی جامہ تو ہمارے ہی ناعاقبت اندیش مقتدرہ قوت اور نااہل سیاستدانوں نے مل کر ہی پہنایا ہے جنھوں نے ملکی مفادات کو اپنے ذاتی مفادات پر قربان کرتے ہوئے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور نام نہاد مغرب زدہ پڑھے لکھے طبقے کے ہاتھ میں بلا سوچے سمجھے قلم و اختیارات تھما کر اس سازش کو مزید تقویت دی ہے۔

اس دور کے ہمارے کرپٹ سیاستدانوں میں علم وشعور کے فقدان کا ہونا اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت کی کمی کا ہونا بہت بڑی بدقسمتی اور لمحہ فکریہ ہے۔ ہماری علم سے مزین بیوروکریسی نے ان نااہل سیاست دانوں کی لاعلمی سے خوب فائدہ اٹھایا اور دھوکا دہی' لوٹ کھسوٹ اور کرپشن کے نت نئے طریقے ایجاد کر کے ان سیاستدانوں کو ایزی گوئنگ راستوں پر ڈال دیا اور ان کو ان کی مرضی کے فیصلے لینے کی راہ بھی دکھلادی جس سے ذہنی کرپشن (Intellectual corruption) کی بنیاد رکھ دی گئی۔

کہاوت مشہور ہے کہ ایک اہل آدمی 10 نااہل لوگوں کو تو سنبھال سکتا ہے لیکن 100 نااہل انسان مل کر ایک اہل انسان کو اپنے غلط نقطے پر قائل نہیں کر سکتے۔ یوں بیوروکریسی نے کرپشن اور بدنامی کی یہ سیاہ کالک بھی سیاستدانوں کے منہ پر ہی چسپاں کر دی۔ میرا یہ بھی ماننا ہے کہ کسی بھی کام کی کامیابی کیلئے اہلیت بنیادی شرط ہوتی ہے اور تجربہ اضافی قابلیت سمجھا جاسکتا ہے۔حکومت میں آنے کے بعد ہمارے سیاستدان ایک ایسے اتھرے گھوڑے (بیوروکریسی) پر سوار ہوتے ہیں جس کی وہ اہلیت نہیں رکھتے، تجربہ اور لگام دونوں ان کے اپنے ہاتھ میں ہونے کے باوجود اس اتھرے گھوڑے پر قابو پانے میں ناکام رہتے ہیں اسی لئے وہ اپنے سیاسی مستقبل میں کامیابی حاصل نہ کر سکتے اور جوڑ اور توڑ یا لو اور دو کی سیاست کا شکار ہو جاتے ہیں آج ان کا تجربہ ہی ان کا منہ چڑا رہا ہے۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! ریاست: عوام کی ریاست سے وفاداری و اطاعت بلامشروط اور سب سے پہلے ہوتی ہے اور حکومت سے عوام کی وفاداری و اطاعت صرف اچھے کاموں میں ہونی چاہئے جبکہ کسی بھی حکومتی غلط پالیسیوں کی کھل کر مخالفت کرنا یا ان پر تنقید کرنا عوام کا قومی فریضہ ہے۔ جیسا کہ **سورہ المائدہ 5/2** میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ترجمہ **"اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں معاون نہ بنو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے "** اسی طرح سورہ **الدھر 76/24** میں فرمان خداوندی ہے کہ ترجمہ **"ان میں سے کسی بددیانت، گنہگار اور بے ایمان کی اطاعت نہ کرو"**

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! آئین کی بالادستی: قائم کرنا آپ پر فرض کر دیا گیا ہے روز قیامت آپ سے بازپرس ہو گی۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی **سورہ الاحزاب 36/33، اور سورہ ص 38/26 میں ارشاد فرماتے ہیں" جس کا ترجمہ ہے کہ اے داؤد علیہ السلام ہم نے تمہیں زمین میں حکومت دی ہے یعنی خلیفہ بنایا ہے لہٰذا آپ لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلے کرو اور خبردار اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکا دے گی "**

قومی اسمبلی اور سینٹ کا کردار: قومی اسمبلی اور سینٹ کا کام ملک و قوم کی فلاح وبہبود کیلئے قانون سازی کرنا اور اس کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے۔اور منتخب حکومت کا کام ان قوانین پر عمل کرنا اور عمل کروانا ہوتا ہے مگر بدقسمتی سے پارلیمنٹ کا یہ کردار بھی مشکوک رہا ہے۔علاوہ ازیں عوام کے بنیادی حقوق و فرائض سے آگاہی اور ملک میں ایسے ماحول کو تشکیل دینا جس کی پاسداری کرتے ہوئے ہر شہری کو تحفظ اور برابری کی سطح پر روزگار کے مواقع فراہم کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اس پارلیمانی نظام میں کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

سیاستدان ٹیکنوکریٹس کے مخالف کیوں ہیں؟:

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! آج کی قومی اسمبلی میں سیاست دانوں کو یہ وہم ہو چکا ہے کہ ان کے بغیر ملک چل ہی نہیں سکتا، اکثر سیاستدان چونکہ نااہل ہیں اور جانتے ہیں کہ نئے ٹیکنوکریٹ سیٹ اپ میں ان کی کوئی جگہ نہیں ہے اس لئے ٹیکنوکریٹس حکومت کی مخالفت کرتے ہیں اور آئین کے منافی قرار دیتے ہیں۔ پاکستانی سیاست کے گزشتہ 50 سالہ دور کے سیاسی لیڈران کہ جن میں نواز شریف، شہباز شریف، ذوالفقار علی بھٹو، بے نظیر بھٹو، آصف علی زرداری، الطاف حسین، ولی خان، اسفند یار ولی، محمود اچکزئی، اکبر بگٹی اور فضل الرحمان وغیرہ نے 50 سال سیاست کرنے کے بعد بھی کچھ نہیں سیکھا ہے اور آج بھی تکبر و غرور اور جھوٹ و فراڈ کے اسی گھوڑے پر سوار کرپشن کی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

نالائق حکمرانوں کو اپنی نالائقی چھپانے کیلئے ہمیشہ چند ایسے افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے اشاروں پر کام کریں اور بیوروکریسی اور میڈیا میں ایسے لوگوں کی خدمات ہر دور میں سیاستدانوں کو میسر رہی ہیں جو حکمرانوں کی چاپلوسی اور خوشامد کے پل باندھے رکھتے ہیں اور اس قبیل کے لوگوں کے سردار اعلیٰ پرویز رشید، عطاء الحق قاسمی اور عرفان صدیقی ہیں جو ہمہ وقت حکمرانوں کیلئے جھوٹی اور خوشامدی عبارتیں تحریر کرتے رہتے ہیں اور بزدل اور ڈرپوک حکمرانوں کو بہادر اور سورما ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور بددیانت اور کرپٹ حکمرانوں کو شرافت اور دیانتداری کے سرٹیفکیٹ بانٹتے رہتے ہیں اور ان کا مقصد صرف دنیا کا مال اکٹھا کرنا ہی ہوتا ہے اس سلسلے میں وہ حلال اور حرام کی تمیز ہی کھو بیٹھتے ہیں، ایسے چال بازوں کیلئے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ **"انہیں دھتکارو اور رسوا کرو"** اور دوسری جگہ صحیح مسلم شریف کتاب الزھد 10000 لخ 7506 میں ارشاد فرمایا ہے کہ **"جب تم مداح سرائی کرنے والوں کو مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے دیکھو تو انکے چہروں پر مٹی پھینکو"**

اتفاق سے یہ فریضہ مغرب زدہ بے ضمیر صحافیوں کو بددیانت اور بے ایمان سیاستدانوں نے ہی سونپا ہے جسے وہ بخوبی نبھا رہے ہیں ۔یہی وہ بدبخت لوگ ہیں جو اپنے مضموم ایجنڈے کی تکمیل کے لئے نت نئے حربے استعمال کر کے حکومتی اھداف کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور سادہ لوح پاکستانیوں کو اپنے فرسودہ خیالات سے ہر وقت ڈرانے اور خوفزدہ کرنے میں لگے رہتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو نیوٹرل بھی کہتے ہیں، حقیقت میں یہ لوگ نیوٹرل ہی ہیں جنھیں انگریزی میں Impotent کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اسلامی ریاست ، سیاست اور ایک امت کا تصور ہی غلط ہے ان بے ایمانوں کے نزدیک سیاست جھوٹ کا دوسرا نام ہے اور جو کوئی جتنا بڑا جھوٹا ہوتا ہے وہ اتنا ہی بڑا سیاستدان ہوتا ہے

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! سیاست ایک ایسا علمی و عملی پلیٹ فارم ہے کہ جس کے ذریعے عدل وانصاف کو قائم کر کے لوگوں کے درمیان بغیر لڑائی جھگڑے کے معاملات احسن طریقے سے نمٹائے جا سکتے ہیں، جو ہمیشہ اپنی عقل، فہم وفراست اور حکمت عملی سے لوگوں کے تنازعات کو حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا زرد صحافت کے علمبردار ایسی سیاست کے داعی ہیں کہ جس کے ذریعے پلاٹ حاصل کرنے اور ہر قسم کے ذاتی مفادات کی خاطر جھوٹے سیاستدانوں کے جھوٹے گن گاتے رہنے پر یقین رکھتے ہیں اور جہاں مفادات کا ٹکراؤ ہو تو اپنی ہی صحافی برادری کو گالم گلوچ سے بھی نوازنے سے گریز نہیں کرتے۔ایسے کرپشن زدہ صحافیوں کی ایک دوسرے کو دی جانے والی گالیاں آج بھی نیٹ پر موجود ہیں۔انہی لوگوں کا نظریہ ہے کہ اسی پارلیمانی نظام کے اندر رہ کر ہی نظام کو بدلا جا سکتا ہے جو کہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے اور آجکل یہ لوگ اور بھی زیادہ متحرک ہو چکے ہیں کیونکہ عدلیہ کا ہاتھ ان نیب زدہ صحافیوں کی گردنوں تک آن پہنچا ہے۔

اور دوسری طرف ریاست کی تعمیر وترقی میں مثبت کردار ادا کرنے والے اور ایمانداری سے صحافت کرنے والے مایہ ناز صحافی بھی موجود ہیں جن میں جناب ہارون الرشید صاحب، عبدالحمید بھٹی صاحب، سمیع اللہ ملک صاحب، ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب، کاشف عباسی صاحب، ارشد شریف صاحب اوریا مقبول جان اور نوجوان صحافیوں میں عمران خان ریاض، صدیق جان،طارق متین، عیسیٰ نقوی، عدیل وڑائچ، اسامہ غازی اور عمران وسیم صاحب ہیں جن کی دل وجان سے عزت کرنے کو جی چاہتا ہے مگر ایماندار صحافی اپنی اخلاقی و عددی کمزوری کی وجہ سے ایماندار کا ساتھ دینے کی جرآت کا کھل کر مظاہرہ نہیں کر پاتے موجودہ حکومت اس کی زندہ مثال ہے کہ جب اس حکومت نے بڑے سیاسی چوروں پر ہاتھ ڈالا تو پھر دیکھنے میں آیا ہے کہ لاکھ سیاسی اختلافات کے باوجود تمام چور اپنی اپنی چوری بچانے کیلئے ایک دوسرے کا ساتھ دینے کیلئے ایک پلیٹ فارم (پی ڈی ایم) پر جمع ہو کر اپنی کرپشن بچانے کیلئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

موجودہ پارلیمانی جمہوری نظام کی ناکامی کی وجوہات : چونکہ اس پارلیمانی نظام کے تحت حلقہ بندی اور پارٹی ٹکٹ کی بندر بانٹ پیسے، شخصی تعلقات اور ذاتی وفاداری کی بنیاد پر کی جاتی ہے جس میں شخصیت کی جیت اور نظریہ کی ہار ہوتی ہے۔ لہٰذا نظریہ کی ہار ملک و قوم کی ہار ہوتی ہے جس سے پارلیمانی نظام میں سیاسی بت پیدا ہو جاتے ہیں جن کی بدولت ہمار ے ملک نے تنزلی کی آخری حدوں کو چھو لیا ہے۔ اس پارلیمانی نظام اور سیاسی بتوں نے مل کر اس ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی تباہی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب یہ سیاسی بت اس نظام کو بچانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں محض اس کرپٹ نظام کو بچانے کیلئے ملک کو جنگ کی سی کیفیت میں مبتلاء کر رکھا ہے اور یہ نظام اب اپنی فطری موت سے بچ نہیں پائے گا۔ اس کرپٹ پارلیمانی نظام کے حامیوں کا کہنا ہے کہ اس نظام کو بدلنے کے لئے پہلے اس نظام کا حصہ بننا ضروری ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا دلدل میں پھنسے لوگوں کی مدد کرنے کا واحد یہی راستہ بچا ہے؟ جس سے ان کی عقل و فہم کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے یعنی ان کے مطابق پہلے آپ چوروں کے ساتھ مل کر چوری میں اپنے ہاتھ گندے کریں، حرام کھائیں اور پھر نظام کو درست کر لیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا کسی چور نے آج تک کسی دوسرے چور کو پکڑ کر سزا دی ہے؟ یہ غلطی خان صاحب کر چکے ہیں اور آئندہ اس عمل کو دہرانے سے نتائج مختلف حاصل نہیں کئے جا سکتے۔

ٹیکنوکریٹس کی اہمیت و ضرورت :

آج کے سیاست دانوں کو یہ وہم ہو چکا ہے کہ ان کے بغیر ملک چل ہی نہیں سکتا، اکثر سیاستدان چونکہ نااہل ہیں اور جانتے ہیں کہ اس نئے ٹیکنوکریٹ سیٹ اپ میں ان کی کوئی جگہ نہیں ہے اس لئے ٹیکنوکریٹس حکومت کی مخالفت کرتے ہیں اور آئین کے منافی قرار دیتے ہیں، لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے ملک ان کے بغیر بہت ہی بہتر انداز میں چل سکتا ہے۔ کیونکہ نظام مملکت چلانے کے لئے جس فہم و فراست کی ضرورت ہوتی ہے بدقسمتی سے ہمارے اکثر سیاست دان اس نعمت سے محروم ہیں۔ جیسے ہی قومی یا ٹیکنوکریٹ حکومت کی بات سامنے آئے گی تو موجودہ سیاستدان پھر میدان میں آ جائیں گے اور انتخاب، انصاف اور احتساب کے عمل کو بھی الجھانے کی بھرپور کوشش کریں گے کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ انہوں نے عوام میں شعور نامی کوئی چیز پیدا ہی نہیں ہونے دی مگر بڑے ہی اعتماد سے آگے بڑھ کر سب سے بڑا جھوٹ بولیں گے اور یہ اعتراض بھی کریں گے کہ یہ ٹیکنوکریٹس حکومت بنانے کا عمل غیر آئینی اور غیر قانونی ہے۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! صدارتی نظام کیوں بہتر ہے؟ : صدارتی نظام اس لئے بہتر سمجھا جاتا ہے کہ اس نظام میں ایک فرد قومی نظریے کی بنیاد پر ملک و قوم کی بہتری کا پروگرام عوام کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر عوام کی رائے اور منشا کے مطابق براہ راست ووٹ لے کر منتخب ہوتا ہے اور وہ اپنی ایسی قابل ٹیم کی خود سلیکشن کرتا ہے کیونکہ صدر مملکت براہ راست عوام کو جوابدہ ہونے کی وجہ سے وہ ایسی ٹیم منتخب کرتا ہے جو ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے پروگرام کو کامیابی سے چلا سکے۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! پاکستان کے مسائل اور ان کا حل : اس وقت پاکستان جس اخلاقی، معاشی اور معاشرتی تنزلی کی حد تک پہنچ چکا ہے وہ صرف اور صرف ان نااہل اور کرپٹ حکمرانوں کی وجہ سے پہنچا ہے اور اب اس کا بہترین حل ایک ٹیکنوکریٹ حکومت کا قیام ہی ہے جو ملک کو اس کرپٹ پارلیمانی نظام کی دلدل سے نکال کر صدارتی نظام میں داخل کر سکتی ہے اور ایسا کرنا سو فیصد آئینی اور عوامی ضروریات اور خواہشات کے عین مطابق ہے۔ اس میں مرکزی کردار صدر مملکت، چیف آف آرمی سٹاف اور چیف جسٹس آف پاکستان کو ادا کرنا ہو گا۔ اس عمل میں ریاست کے ترجمان چیف آف آرمی سٹاف کو پہل کرنی ہو گی اور قوم سے براہ راست اپیل کرنا ہو گی جس میں ماضی کی کوتاہیوں پر معزرت اور آئندہ کے لئے بہتر اور مضبوط پاکستان کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو ٹیکنوکریٹ حکومت کے زریعے ختم کرنے کا وعدہ کرنا ہو گا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں نہ صرف قوم ماضی کی تلخیوں سے درگزر کرے گی بلکہ بھرپور تعاون بھی کرے گی۔

ٹیکنوکریٹ حکومت کی تشکیل اور اہمیت:

مذکورہ بالا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں ایک ہی نتیجے پر پہنچ سکا ہوں کہ جب تک ہم شخصیت پرستی کے بت پاش پاش نہیں کریں گے ہم اپنے ملک کی آئندہ نسلوں کو محفوظ اور مضبوط پاکستان نہیں دے سکیں گے اور ملک و قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کا ہمارا خواب ایک خواب ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موجودہ وفاقی و آئینی قیادت کو ملک کی سمت درست کرنے اور آنے والی نسلوں کی تقدیر بدلنے کا تاریخی موقع فراہم کیا ہے اور اب اگر یہ حکومت ایسا کرنے میں ناکام رہتی ہے تو پھر یہ ریاست کی نہیں بلکہ حکومت کی نااہلی و ناکامی تصور ہو گی اور پھر ان کے بارے میں یہی کہنا پڑے گا کہ **"تمہاری داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں"** کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرنے میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا وہ جس سے چاہتا ہے یہ کام لے لیتا ہے۔ بانیِ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ اس کی زندہ مثال ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قیادت میں پاکستان جیسا اسلامی ملک کرہ ارض پر قائم کر دیا۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب! ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **"بادشاہت میری ہے میں جسے چاہوں عطا کروں اور جس سے چاہوں چھین لوں"** اللہ تعالیٰ یہ ارشاد بھی فرماتے ہیں کہ **"جب کوئی میری دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور میرا شکر ادا نہیں کرتا تو پھر وہ نعمتیں میں اس انسان سے واپس بھی لے لیتا ہوں"**

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب! کسی بھی ریاست کے وجود، امن و امان اور عوام کے تحفظ کیلئے اللہ تعالیٰ کے بعد دو ہی ادارے ضامن ہوتے ہیں جن میں ایک **فوج اور دوسری عدلیہ**۔ اگر یہ دونوں ادارے پوری ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دیں تو ملک ہمیشہ اندرونی اور بیرونی خلفشار سے محفوظ رہتا ہے اور ان دونوں اداروں کی کمزوری ملک میں ہر قسم کے انتشار کو تقویت دیتی ہے جس کو بعد میں سمیٹنا بعض اوقات ناممکن بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ اس وقت پاکستان کا حال ہے ہر طرف افراتفری کا سا سماں ہے حکومت کی رٹ کہیں دور دور تک دکھائی نہیں دے رہی رشوت، عدم انصاف اور گرانفروشی وغیرہ جیسی لعنت نے عوام کا جینا دو بھر کر دیا ہے ایسی صورتحال میں اب یہ ان دونوں اداروں کا اولین فرض ہے کہ وہ باہمی تعاون سے ملک میں ایک تین سالہ قومی حکومت تشکیل دے کر ملک کو تحفظ بھی دیں اور اسکے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹیں بھی دور کریں خواہ وہ کسی طرف سے بھی سر اٹھائیں۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب! **ٹیکنوکریٹ حکومت، موجودہ آئین:** کے عین مطابق اور یہ 100 فیصد آئینی ہے اور یہ کام صدر پاکستان بمعہ دونوں آئینی اداروں کے تعاون سے اور 1973 کے آئین کی درج ذیل آئینی شقوں کے ذریعے انجام دے سکتے ہیں۔ صدر مملکت چونکہ ریاست کے سپریم کمانڈر ہوتے ہیں فوج اور سپریم کورٹ کو صدر پاکستان کے حکم کو بجا لانے کیلئے تیار رہنا ہوتا ہے۔ صدر کے اس آئینی اقدام کے بعد یہ سیاستدان بجھتے ہوئے چراغ کی طرح لمبی چیخیں مارنے کے بعد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب! 1973 کے آئین میں بنیادی حقوق کا حصول اور تحفظ ہر پاکستانی شہری کا حق ہے اور صدر مملکت کی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے آئینی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ جب ملکی حالات عوامی فلاح و بہبود کے خلاف ہوں تو وہ آئین میں موجود اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے عملی اقدامات کرے۔ وہ آئین پاکستان کی تمہید، ابتدائیہ اور مملکت سے وفاداری آرٹیکل نمبر (5-1، 2)، بنیادی حقوق نمبر (2)-8، (9)، آرٹیکل نمبر (42)، آرٹیکل نمبر 2-48 شق (1)، آرٹیکل نمبر 48 شق (6)، آرٹیکل نمبر 186(1)' 190' 199' 243-(1)(1-الف) اور آرٹیکل نمبر 244 کے تحت ایک آرڈیننس کے ذریعے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ان دونوں اداروں فوج اور سپریم کورٹ کے تعاون سے عوامی عوامی فلاح و بہبود کی تکمیل میں ٹیکنوکریٹ حکومت کا اعلان کر سکتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور(12 اپریل 1973)

تمہید: پاکستان کے جمہور کو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا وہ ایک مقدس امانت ہے۔
جس میں جمہوریت ،آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پوری طرح عمل کیا جاسکے۔
جس میں مسلمانوں کو انفرادی واجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق، جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں۔

حصہ اول ابتدائیہ: 4(1،2 'الف' ب 'ج) ہر شہری کا خواہ کہیں بھی ہو اور کسی دوسرے شخص کا جو فی الوقت پاکستان میں موجود ہو یہ نا قابل انتقال حق ہے کہ اسے قانون کا تحفظ حاصل ہو اور اس کے ساتھ قانون کے مطابق ہی سلوک کیا جائے۔

5۔(1) مملکت سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

6۔(1،2) کوئی شخص جو شق (1) میں مذکور افعال میں مدد دے گا یا معاونت کرے گا، اسی طرح سنگین غداری کا مجرم ہو گا۔

باب 1، 8۔(2) بنیادی حقوق: مملکت (حکومت) کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بایں طور پر عطا کردہ حقوق سلب یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے تو ایسا قانون اس شق کی خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہو گا۔

صدر کے اختیارات: صدر مملکت کے اختیارات کا تعین آرٹیکل نمبر 42 جلد نمبر سوئم حلف برداری، آرٹیکل 48-2(1) میں شامل کسی امر کے باوجود صدر کسی ایسے معاملے کی نسبت جس کے بارے میں دستور کی رو سے اسے ایسا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اپنی صوابدید پر عمل کرے گا۔ اور کسی ایسی چیز کے جواز پر جو صدر نے اپنی صوابدید پر کی ہو کسی وجہ سے خواہ کچھ بھی ہو اعتراض نہیں کیا جائے گا۔ اور آرٹیکل نمبر 48 شق (6) اگر صدر، کسی بھی وقت، اپنی صوابدید پر وزیراعظم کے مشورے پر، یہ سمجھے کہ یہ مناسب ہے تو قومی اہمیت کے کسی بھی معاملے کو ریفرنڈم کے حوالے کیا جائے، تو صدر اس معاملے کو ایک ایسے سوال کی شکل میں جس کا جواب یا تو "ہاں" یا "ناں" میں دیا جا سکتا ہو ریفرنڈم کے حوالے کرنے کا حکم دے گا۔ اور آرٹیکل نمبر 186(1'1'2) "اگر، کسی وقت، صدر، مناسب خیال کرے کہ کسی قانونی مسئلے کے بارے میں جس کو وہ عوامی اہمیت کا حامل خیال کرتا ہو، عدالت عظمیٰ کی رائے حاصل کی جائے، تو وہ اس مسئلے کو عدالت عظمیٰ کے غور کیلئے بھیج سکے گا"۔
(2) اور عدالت عظمیٰ بایں محولہ مسئلہ پر غور کرے گی اور صدر مملکت کو اس مسئلے کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کرے گی۔

ٹیکنوکریٹ حکومت کے اہداف:

ٹیکنوکریٹ حکومت کے اہداف مندرجہ ذیل ہیں؛

1-انصاف کی بر وقت اور ہر ممکن فراہمی کو یقینی بنا کر امن امان کو بحال رکھنا۔

2-انصاف کی فراہمی کو یقینی بنا کر کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنا۔

3-سیاسی بت پرستی کو ختم کرنے کیلئے لائحہ عمل طے کر نا یعنی پارلیمانی نظام کو صدارتی نظام میں بدلنا۔

4-صاف وشفاف انتخابات کا انعقاد کرنا۔

آئین کے مطابق سپریم کورٹ اور افواج پاکستان کا کردار:

ملک اور عوام کے مفاد میں صدر مملکت، سپریم کورٹ اور افواج پاکستان کا آئین کے مندرجہ بالا آرٹیکلز کے مطابق کردار ادا کرنا آئینی اور لازمی ہے۔

1-ان اداروں کے باہمی اتفاق سے منتخب کردہ ٹیم کی کامیابی کو یقینی بنانا ہی ان کی اولین ذمہ داری ہے۔

2-ٹیکنوکریٹ حکومت کے اہداف کے حصول کیلئے حکومت کے اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہر قسم کی رکاوٹیں جو ان کی راہ میں حائل ہوں ان کو دور کرنا اور ان کے نفاذ کو یقینی بنانا۔

3-یہ تینوں ادارے آئین کے مطابق عوام کو مدد فراہم کرنے کے پابند ہیں۔

4-اس آرڈیننس کے بعد یہ تھنک ٹینک اپنا کام شروع کرے گا اور ایسی حکومتی ٹیم کو منتخب کرے گا جو دینی و دنیاوی علم و شعور کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اچھی شہرت کے حامل ہوں اور دیگر اپنے فرائض منصبی کو آئینی دائرے میں رہ کر ادا کرنے کی صلاحیت و اہلیت رکھتے ہوں تاکہ ان کی کاوشوں سے ملک کی سمت درست ہو سکے۔

محترم جناب سپریم کمانڈر صاحب ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے پاس ایک ایسی ٹیم ملک میں موجود ہے جو اپنے ملک کو درست راستے پر ڈالنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتی ہے اور ہر اچھی کوشش کرنے کو ہمہ وقت تیار و دستیاب ہے۔ الحمد اللہ پاکستان ایسے محب وطن اور مخلص افراد میں خود کفیل ہے جو ملک و قوم کی فلاح و بہبود کیلئے ہر خدمت انجام دینے کیلئے ہمہ وقت تیار اور دستیاب ہوتے ہیں جو ریاست کے آئین و قوانین پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور آنے والی نسلوں کو ایک محفوظ اور مضبوط پاکستان کے آرزو مند بھی ہیں۔ یہ کام صدر پاکستان، افواج پاکستان اور سپریم کورٹ آف پاکستان کی زیر نگرانی بخوبی انجام دیا جا سکتا ہے اور امید رکھتا ہوں کہ یہ کارنامہ صدر پاکستان جناب ڈاکٹر عارف علوی صاحب، جناب قمر جاوید باجوہ صاحب اور چیف جسٹس جناب گلزار احمد صاحب کے ہاتھوں ہو گا اور تاریخ میں آپ کے نام سنہری حروف میں نمایاں ہوں گے اور یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ ان شاء اللہ۔

بقول شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ: "نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے ، ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی"

آپ سے امید کرتے ہیں کہ ہماری تجاویز اور درخواست سے آپ اتفاق کریں گے اور اس اہم مسئلے کو تدبر اور دانشمندی سے حل کر کے ملکی استحکام اور امن کو ایک بہترین موقع ضرور دیں گے۔ ملک میں امن و استحکام کی خاطر ہماری خدمات 7/24 ، 365 دن موجود رہیں گی۔ ہم آپ کے مثبت جواب کے منتظر رہیں گے۔

پاکستان کے خیر اندیش شہری

انجنیر ارشد نعیم چوہدری

(بانی صدر پی ٹی آئی کویت ، صدر سواک کویت) مع سواک ٹیم

کاپی: جناب عمران خان وزیر اعظم پاکستان ، جناب قمر جاوید باجوہ چیف آف آرمی سٹاف ، جناب گلزار احمد چیف جسٹس آف پاکستان